اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

اللہ اکبر

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۸

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

جلد ۲۱	مطابق ۱۷ اگست ۱۹۳۳ء	یوم پنجشنبہ	۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ	نمبر ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق منالی سے ۱۲ اگست کی اطلاع جو ۱۵ کو پہونچی مظہر ہے کہ حضور کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ ۱۱ اگست حضور ایک گرم پانی کا چشمہ دیکھنے کے لئے تین میل پیدل گئے۔ اور پیدل ہی واپس تشریف لائے۔

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت میرزا بشیر احمدؐ صاحب معہ بال بچوں کے پالم پور تشریف لے گئی ہیں

۱۳ ، ۱۴ اگست خوب زور کی بارش ہوئی جس سے کچے مکانوں کو عام طور پر نقصان پہونچا۔ اور بعض گر بھی گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مخالفت کی شدت میں نصرتِ الٰہی کے نشانات

(فرمودہ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء)

"مخالفوں کا انکار ہمارے واسطے بہتر ہے۔ کیونکہ جتنی گرمی زور سے پڑتی ہے اُتنی ہی بارش زور سے ہوتی ہے۔ جس قدر مخالفوں میں پیش بڑھتی جائے گی۔ اُتنے ہی نشانات بارش کی طرح برستے جائیں گے۔"

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء)

تبلیغی رپورٹ

احمدیہ مشن لنڈن کی تبلیغی رپورٹ

گذشتہ ماہ مسجد میں کئی ایک اجتماع ہوئے یکم جولائی کو ۷۵ - اشخاص پر مشتمل ایک سوسائٹی مسجد دیکھنے اور ہمارے خیالات سُننے کے لئے آئی - ان لوگوں کے سامنے جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے مبسوط تقریر اسلام کے متعلق کی جس میں تمام عقائد کو مختصر طور پر با دلائل بیان کیا - اور عیسائیت کے موجودہ خیالات کی تردید کرتے ہوئے اسلام کی فضیلت ظاہر کی تقریر دلچسپی سے سُنی گئی - خاتمہ پر متعدد اشخاص نے سوالات کئے - جن کے معقول اور تسلی بخش جواب پاکر بہت خوش ہوئے آخر میں انہوں نے شکریہ ادا کیا - اور پھر کبھی آنے اور ہماری باتیں سننے کا وعدہ کیا :-

۲ - جولائی کے اجتماع پر ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب اور سر محمد یعقوب صاحب نے اسلام کے متعلق تقریریں کیں - اور اس امر پر خوشی کا اظہار کیا - کہ ان کو نومسلموں کی ملاقات کا موقعہ ملا ہے - نومسلم بچوں سے قرآن مجید اور نماز سُنکر ڈاکٹر صاحب نے تعلیمی و تربیتی نقطہ نگاہ سے بہت پسند کیا - ایک اتوار سر اکبر اور لیڈی حیدری معہ فیملی آئے - جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب اور جناب درد صاحب نے ان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تقریریں کیں - جن میں یہ بھی بتلایا - کہ موجودہ نومسلموں کے اسلامی تعلیم میں دلچسپی لینے سے اس امر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے - کہ یہاں اشاعت اسلام کا کام کیا جاسکتا ہے - ۱۶ - جولائی خلیفہ شجاع الدین صاحب نے بہت عمدہ تقریر اس بات پر کی - کہ اسلام کی ترقی کا سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی تھی - اور یہ الزام سراسر باطل ہے - کہ تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلایا گیا - آخر میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلائی - ایک اتوار کو ڈاکٹر سلیمان صاحب نے ارکان اسلام پر تقریر کی - بعد میں ایک عیسائی عورت کے اظہار خیالات پر خاکسار نے کفارہ کے ابطال میں چند امور بیان کئے :-

خاکسار نے عرصہ زیر رپورٹ میں تین پبلک تقریریں کیں - جن میں اسلام - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور افضلیت بیان کرکے قبولیت اسلام کی دعوت دی گئی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر آتا رہا - سوالات کے جواب دیئے گئے - مسٹر اسماعیل صاحب بھی اسلام کی تائید میں تقریریں کرتے رہے - پانچ چھ اشخاص کو انفرادی تبلیغ کی - ایک نوجوان کو خصوصیت سے اسلام کی خوبیاں سمجھائی گئیں - اور پڑھنے کے لئے لٹریچر دیا - اسی طرح بیس کے قریب اشخاص کو پڑھنے کے لئے لٹریچر دیا گیا - ایک روسی عورت آئی - اسے اسلام کے متعلق واقفیت بہم پہونچانے کے علاوہ ریویو اور تبلیغی پمفلٹ دیئے - اتوار کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی ہم نومسلموں کو سبق پڑھاتے ہیں -

گذشتہ ماہ ایک شخص داخل اسلام ہوا - اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے - خاکسار محمد یار مبلغ انگلستان ۲۰ - جولائی ۱۹۳۳ء

چندہ کشمیر تین ہزار ماہوار پورا کریں

چندہ کشمیر کی آمد ماہ جولائی ۱۹۳۳ء ایک ہزار اٹھائیس ۱۰۲۸ روپیہ ہے - حالانکہ احباب کرام کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت تین ہزار ماہوار بھیجنا چاہیئے جو اصحاب اس کار خیر میں حصہ نہیں لے رہے - انہیں جلد توجہ فرمانی چاہیئے -

فنانشل سیکرٹری

فہرست معاونین الفضل

ماہ جولائی میں جن اصحاب نے الفضل کو خریدار دینے کی کچھ سعی فرمائی ہے - اُن کے اسماء شکریہ کے ساتھ درج ذیل ہیں - امید ہے - دیگر احباب بھی اپنا اپنا فرض ادا کرکے عنداللہ ماجور ہوں گے :-

نام	مقام		
جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب	سکندر آباد	ایک	خریدار
جناب ملک صاحب خاں نون صاحب	پاک پٹن	”	”
جناب میاں احیاء الدین صاحب لفٹیننٹ	پشاور کنٹ	”	”
جناب مرزا اعظم بیگ صاحب	کلا نور	”	”
جناب محمد عبداللہ صاحب سیکرٹری	چکوال	”	”
جناب نور محمد صاحب اوورسیر	نہر عبدالحکیم	”	”
جناب چوہدری محمد اشرف صاحب ٹھیکیدار بھٹہ	قادیان	”	”
جناب میاں عنایت اللہ صاحب	فاضل پور	”	”
جناب ایم کریم خاں صاحب	شیموگہ	”	”
جناب مرزا مبارک بیگ صاحب	کلا نور	”	”
جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب	ڈیرہ بابا نانک	”	”

ماہ جولائی میں اکتیس خریداروں کا اضافہ ہوا - الحمدللہ

مینیجر الفضل - قادیان -

مسلمانان گلگت کا مکتوب

حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں

بحضور عالیجناب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذارش ہے - کہ جملہ مسلمانانِ گلگت تحریک کشمیر میں حضور والا کو اپنا نمائندہ تسلیم کرتے ہوئے نہایت ہی عاجزی اور انکساری سے التجا کرتے ہیں - کہ بلند حقوق طلبی میں مسلمانان کشمیر کو ہر ممکن امداد دیکر ممنون احسان بنایا جائے :-

۲ - اس وقت تک تحریک کشمیر میں جو امداد حضور والا دیتے رہے ہیں اس کے لئے مسلمانانِ گلگت (کشمیر) کا بچہ بچہ حضور کا شکرگزار ہے - خداوند تعالےٰ حضور کو اس احسان کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے -

جملہ مسلمانان گلگت بذریعہ محمد اکبر خاں -

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کینیڈا تشریف لے گئے

ریوٹر کی لنڈن سے ۱۳ اگست کی اطلاع مظہر ہے - کہ ٹورنٹو (کینیڈا) میں منعقد ہونے والی برٹش کامن ویلتھ میں شمولیت کیلئے جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب روانہ ہوگئے ہیں - ان کے علاوہ دیوان بہادر راما سوامی مدلیار - کمار راجہ آف وینکٹ گری - اور سر لارس ہیڈ ہندوستان کی طرف سے اس کانفرنس میں شریک ہونگے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے لارڈ سیسل - لارڈ لوتھین - اور سر ہربرٹ سیموئیل شرکت کریں گے - احباب دُعا فرمائیں - کہ خدا تعالےٰ جناب چودھری صاحب موصوف کے لئے یہ سفر کامرانی کا موجب بنائے - اور صحت و عافیت سے رکھے :-

جناب ناظر صاحب امور عامہ شملہ میں

جیساکہ گزشتہ پرچہ میں لکھا گیا ہے - جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ پھر شملہ تشریف لے گئے ہیں - سابقہ قیام شملہ میں انہوں نے علاوہ دُوسرے اعلیٰ حکام کے ہز ایکسیلنسی سر ہربرٹ ولیم ایمرسن گورنر پنجاب کے ساتھ ملاقات کی - نیز ہز ایکسیلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند نے بھی ملاقات کا موقعہ دیا - یہ ملاقات پون گھنٹہ تک جاری رہی - اور نہایت اہم معاملات پر گفتگو ہوئی - اختتام پر حضور وائسرائے نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں اپنا سلام پہونچانے کا پیغام دیا :-

فی الحال شملہ میں خانصاحب موصوف کا وُہی پتہ ہوگا - جس کا اعلان پہلے اخبار میں کیا جاچکا ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

اسلامی ممالک پر عیسائی مشنریوں کی یورش

نہ صرف عیسائیت کی یلغار سے بچنے بلکہ کامیاب مقابلہ کرنے کی صورت

اسلام اعداء کے نرغہ میں

خدا کی شان وُہ اسلام جو دُنیا میں حق و صداقت قائم کرنے کے لئے آیا۔ جس نے دُنیا کے تاریک ترین گوشوں کو نور سے منوّر کر دیا۔ اور جس کے پیرو نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں۔ اور نہایت قلیل تعداد میں ہوتے ہُوئے آنًا فانًا ساری دُنیا پر غالب آگئے اور کوئی مذہب باوجود اپنے پیروؤں کی کثرت اور دنیوی سازو سامان کی فراوانی کے ان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ اسی اسلام پر یہ وقت بھی آگیا۔ کہ مُسلمان کہلانے والوں کی بہت بڑی تعداد کے باوجود۔ کئی ممالک میں ان کی حکومتیں قائم ہونے کے باوجود۔ اور اسلاف کی شاندار فتوحات اور بے نظیر کامیابیوں کا سرمایہ رکھنے کے باوجود بے کسی کی حالت میں پہونچ گیا۔ اور باطل کے پرستاروں نے چہار اطراف سے اس پر یورش کر رکھی ہے ؎

یورش کی وجہ

اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ نعوذ باللہ اسلام میں کوئی نقص آگیا بلکہ یہ ہے۔ کہ اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسُوب کرنے والوں نے اپنی بدقسمتی سے اصل اسلام چھوڑ کر اپنے لئے اور طریق تجویز کر لیا یعنی ایسے عقائد گھڑ لئے۔ اور ایسے اعمال اختیار کر لئے۔ جن کے نتیجہ میں ایک طرف تو وُہ خود اس طاقت اور قوت سے محروم ہو گئے جو حقیقی اسلام پر عمل کرنے کا لازمی نتیجہ۔ اور جو ہر میدان میں کامیابی اور کامرانی کی ضامن تھی۔ دوسری طرف ان مذاہب کے لوگوں کو جو اسلام کی صداقت اور حقانیت کے مقابلہ میں دم مارنے کی جُرأت نہ رکھتے تھے۔ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے۔ اور ان کا اسلام سے نام نہاد تعلق بھی منقطع کر دینے کی جرأت پیدا ہو گئی۔ خاص کر عیسائیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں جو دینی و دُنیوی لحاظ سے ناکامی حاصل ہو چکی تھی۔ اسے کامیابی میں بدلنے کے لئے انہوں نے سرگرم جدوجہد شروع کر دی۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ جہاں عیسائی حکومتیں بہت سے ممالک مسلمانوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر چکی ہیں۔ وہاں ہر اسلامی علاقہ۔ اور ہر ایک کچھ اسلامی ملک پر عیسائی مشنریوں نے نہایت منظم اور نہایت زبردست یورش کر رکھی ہے۔ لاکھوں مُسلمانوں کو مرتد کر کے عیسائی بنا چکے ہیں۔ اور بنا رہے جا رہے ہیں ؎

مُسلمانوں کا شور

اس کے مقابلہ میں ایک لمبے عرصہ تک تو مسلمان خموش بیٹھے رہے۔ لیکن جب پانی ان کے سر سے گزر گیا۔ اور انہیں اپنے بچاؤ کی کوئی صورت دکھائی نہ دی۔ تو دیوانہ وار شور مچانے لگ گئے اور اس وقت امیر شکیب ارسلان کے الفاظ میں ان کی یہ حالت ہے کہ "مصر اور دوسرے اسلامی ممالک میں اسلام پر یلغار کرنے والے مسیحی مبلغوں کے خلاف ایک شور مچا ہُوا ہے۔ اور ہر زبان ان کی ناروا کارروائیوں اور سازشوں کی شکایت میں مصروف ہے" (انقلاب ۱۳ر اگست) امیر شکیب ارسلان کو اس پر تعجب ہے۔ چنانچہ وُہ لکھتے ہیں:-

"میں اعتراف کرتا ہوں۔ کہ مجھے اپنی عمر میں آج تک کبھی اتنا تعجب نہیں ہوُا۔ جتنا پادریوں کے خلاف مسلمانوں کا یہ جوش و خروش دیکھ کر ہو رہا ہے۔ آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے جبکہ ہم نوعمر تھے۔ اس وقت بھی ہمارے ملک میں یہ پادری موجود تھے۔ اور اپنے تمام موجودہ ناجائز طریقے ہی استعمال کرتے رہتے تھے۔ ہم برابر سُنا کرتے تھے۔ کہ اتنے مسلمان یہاں عیسائی بنا لیے گئے۔ اور اتنے مسلمان وہاں عیسائی کر لیے گئے۔ مگر ہمیں پہلے کبھی جوش نہیں آیا کیا اب پہلی مرتبہ ان پادریوں کی حرکتیں منظر عام پر آئی ہیں۔ کہ ہم اس طرح دفعتہً مشتعل ہو گئے ہیں"

مسلمانوں کے شور پر تعجب

اس سے جہاں مُسلمانوں کی اس غفلت اور مردنی کا پتہ لگتا ہے۔ جو عیسائی مشنریوں کی یورش کے مقابلہ میں ان پر چھائی رہی۔ اور وُہ خدائے واحد کے پرستاروں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کہلانے والوں کو تثلیث پرستی کے گڑھے میں گرتے دیکھ کر خموش بیٹھے رہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب جس جوش و خروش کا اظہار ان کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اور جو اشتعال ان میں نظر آتا ہے۔ وُہ بھی محض شور مچانے تک ہی محدود ہے۔ عملی طور پر اپنی حفاظت کے لئے نہ تو وُہ کچھ کر رہے ہیں۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا جوش امیر شکیب ارسلان ایسے لوگوں کو تعجب میں ڈال رہا ہے۔ اور مزید تعجب انہیں اس بات پر ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کی ایسی حالت کے باوجود عیسائی کیوں اس وقت تک صفحہ دُنیا سے ان کا نام ونشان مٹانے میں کامیاب نہیں ہو گئے۔ چنانچہ وُہ لکھتے ہیں:-

"قسم خدا کی مجھے اس بات پر تعجب نہیں ہے۔ کہ جاوا۔ الجزائر حبش۔ ہندوستان۔ چین۔ فلپائن وغیرہ میں عیسائی پادری لاکھوں مسلمانوں کو اپنے مذہب میں داخل کر چکے ہیں۔ بلکہ اصلی تعجب اس بات پر ہے۔ کہ وُہ اب تک کروڑوں مُسلمانوں کو مرتد کر دینے میں کیوں کامیاب نہیں ہو گئے۔ حالانکہ وُہ اپنی تبلیغی انجمنوں اور اداروں پر سالانہ تیس کروڑ پونڈ یا تقریبًا ساڑھے چار ارب روپیہ صرف کیا کرتے ہیں۔ مسلمان بے حد غریب ہیں۔ اور اپنی غربت کی وجہ سے طرح طرح کے جسمانی امراض کا شکار ہو رہے ہیں۔ پادریوں کے پاس دولت کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے ہیں۔ اور عظیم الشان شفاخانے موجود ہیں۔ پھر حیرت ہوتی ہے۔ کہ وُہ اتنی کم کامیابی کیوں حاصل کر سکے!!"

عیسائیوں کے مقابلہ میں مُسلمانوں کی بے بسی

ان الفاظ سے اس بے کسی اور بے بسی کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ جو عیسائیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ وُہ جب ایک طرف عیسائیوں کے حیران کُن سازوسامان کو دیکھتے اور تبلیغ عیسائیت کے متعلق ان کی سرگرمیوں پر نظر کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے آپ پر نظر کرتے اور اپنے اندر عیسائیوں کے مقابلہ کی ذرا بھی سکت نہیں پاتے۔ تو اس حیرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ اس وقت تک وُہ کیونکر مشنریوں کے جال میں پھنسنے سے بچے ہوئے ہیں۔ اور کیوں ان کا شکار نہیں بن چکے ؎

بے فائدہ شور

جو لوگ اس درجہ عیسائی مشنریوں سے مرعُوب ہو چکے ہوں۔ اور اس قدر اپنے آپ کو بے بس سمجھتے ہوں۔ وہ اگر آج نہیں۔ تو کل ضرور ان کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ اور ان کا چیخنا۔ چلّانا انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔ کیا کسی شکاری نے کبھی مغلوب شدہ

بے بس شکار کے نالہ و فریاد کی پرواکی ہے۔ کہ ان کے رونے دھونے کی پرواکی جائے گی۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ آج امیر شکیب ارسلان ایسے لوگ جس حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ وُہ دُور ہو جائے گی۔ اور پھر لوگ تثلیث پرستی کو ہی اپنا ملجا و ماوا سمجھنے لگ جائیں گے "

مُسلمانوں کے بچاؤ کی صُورت

ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ اس درجہ مایوسی کا شکار ہو چکے ہوں۔ جو عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اس طرح بے بس پانے ہوں اور جو اس بات پر حیرت کا اظہار کر رہے ہوں۔ کہ کیوں اس وقت تک عیسائیت کی گود میں جانے سے بچے ہُوئے ہیں۔ وُہ اس وقت تک اپنے خوفناک انجام سے نہیں بچ سکتے۔ جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے بچانے کا کوئی سامان نہ ہو۔ دنیوی لحاظ سے کامیابی ساز و سامان اور حوصلہ و دلیری کی رہین منت ہوتی ہے لیکن جیسا کہ امیر شکیب ارسلان کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں مسلمانوں میں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں پائی جاتی۔ وُہ ظاہری ساز و سامان کے لحاظ سے عیسائیوں کی نسبت تہی دست تو ہو ہی چکے تھے۔ ہمت اور حوصلہ بھی ہار بیٹھے ہیں پھر ان کے بچاؤ کی سوائے اس کے کیا صُورت ہو سکتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں میں اسلام کی حقانیت اور صداقت کے متعلق ایسا پختہ ایمان پیدا کرنے کا سامان کرے جس کے ہوتے ہُوئے نہ تو دُنیا کی کوئی طاقت اور قوت مرعوب کر سکتی ہے۔ نہ مخالفین کے ساز و سامان کی کوئی پروا رہتی ہے۔ اور نہ کوئی بڑی سے بڑی مشکل حوصلہ اور ہمت پست کر سکتی ہے ؛۔

حضرت مسیح موعُود علیہ السّلام کی بعثت

یہ حالت خدا تعالیٰ کا مامور اور فرستادہ ہی پیدا کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالتِ زار کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی غرض کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اس طرح نہ صرف مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ناقابلِ تسخیر قلعہ تیار کر دیا۔ بلکہ ساری دُنیا کے لئے امن و سلامتی۔ اور رضا الٰہی حاصل کرنے کا سامان مہیا کر دیا۔ اب اگر مُسلمان عیسائیت کے خطرناک حملہ سے اور اس حملہ سے جس کی پشت پر کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے اور کبھی نہ تھکنے والے مشنریوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ موجود ہیں۔ بچنا چاہتے ہیں۔ جس کے خوفناک ساز و سامان سے مُسلمانوں کی ہمتیں پست ہو چکیں۔ اور وُہ دل ہار چکے ہیں۔ محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور ان ہتھیاروں سے مسلح ہو کر عیسائیوں کا مقابلہ کریں۔ جو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے غلبہ کے لئے عطا کئے گئے ہیں۔

عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں احمدی مبلغوں کی کامیابی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں اسلام کی صداقت جن زبردست دلائل اور براہین سے ثابت کی ہے اور اپنے ماننے والوں میں اسلام کی حقانیت کے متعلق جو ایمان پیدا کیا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کی جماعت باوجود قلیل اور دُنیوی لحاظ سے غرباء کی جماعت ہونے کے ہر جگہ نہ صرف عیسائیت کے مقابلہ میں۔ بلکہ تمام دیگر مذاہب کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑی ہے۔ اور ساری دُنیا میں صرف اسی جماعت کے مبلّغ ہیں۔ جو اسلام کی طرف سے عیسائی مشنریوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور عیسائیوں کو حلقہ بگوش اسلام بنا رہے ہیں۔ ان پر نہ عیسائیوں کی شان و شوکت کا کوئی اثر ہے۔ نہ اُن کے ساز و سامان سے مرعُوب ہوتے ہیں۔ نہ ان کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے انہیں ہراساں کر سکتے ہیں۔ وُہ انتہائی بے سر و سامانی کی حالت میں اس حوصلہ اور عزم کے ساتھ گھروں سے نکلتے ہیں کہ اسلام کے نام پر ساری دُنیا کا مقابلہ کریں گے۔ کسی طاقت اور قوت سے مرعُوب نہ ہونگے۔ کسی تکلیف اور مصیبت سے نہ گھبرائیں گے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ان میں سے کوئی یورپ کو اپنا میدانِ عمل سمجھتا ہے۔ کوئی امریکہ کو اپنی جولان گاہ قرار دیئے ہُوئے ہے۔ کوئی افریقہ کے گرم ریگستانوں میں اسلام کی منادی کرتا پھرتا ہے۔ اور ہر جگہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ اور ہر ملک میں خدا تعالیٰ کے پرستار اور اسلام کے جاں نثار پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عیسائی مشنریوں کا ایسا کامیاب مقابلہ کر رہے ہیں۔ کہ اُن کی رُوح احمدی مبلغ کا نام سُنکر کانپتی ہے۔ اور ان کے آگے آگے بھاگے پھرتے ہیں مصر اور عراق میں ہی جہاں مسیحی مشنریوں کی یلغار کے مقابلہ میں سارے کے سارے مسلمان ہراساں ہو رہے ہیں۔ ایک احمدی مبلغ تن تنہا کامیابی پر کامیابی حاصل کر رہا ہے۔ اور عیسائی مشنری اس کے سامنے آنے کی جُرأت نہیں رکھتے ؛۔

مُسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

اس سے بڑھ کر نہ صرف عیسائیت کے حملہ سے بچنے۔ بلکہ عیسائیت کو اسلام کے سامنے سرنگوں کرنے کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس مُسلمانوں کو خدا تعالیٰ کے اس فضل کی قدر کرنی چاہیئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ان پر کیا گیا۔ اور آپ کو قبول کر کے وُہ ایمان اور ایقان پیدا کرنا چاہیئے جس کے ذریعہ ہر میدان میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ورنہ ناممکن ہے کہ عیسائیت کی یلغار سے بچ سکیں۔ اور جو بچ بھی گئے۔ وُہ اسلام سے دُور رہ کر دہریت۔ اور لامذہبیت میں زندگی کے دن گزاریں گے۔ اور اس طرح دین و دُنیا میں خسران حاصل کریں گے۔ ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مُسلمان کہلانے والوں اور اس کے محبُوب کی امت ہونے پر فخر کرنے والوں کو اس انجام سے بچائے اور اپنے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

گاندھی جی کیا کریں گے

گاندھی جی نے جب سابرمتی آشرم کو توڑتے ہُوئے یہ اعلان کیا۔ کہ اب وُہ ایک مقدس پروگرام شروع کرنے والے ہیں تو ان کے پیرؤوں نے یہ کہتے ہُوئے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ کہ "مہاتما گاندھی کوئی غیر معمُولی قدم اُٹھانے والے ہیں۔ اور اس کی تیاری کے لئے انہوں نے اپنی انتہائی پیاری چیز سابرمتی آشرم یا ستیہ آگرہ آشرم کو بھی توڑ دیا ہے" لیکن ہم نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ :۔

"کچھ بھی نہیں ہوگا۔ ایک مایوس اور شکستہ دل سوائے اس کے کر بھی کیا سکتا ہے۔ کہ جس چیز تک اس کا ہاتھ پہونچے اسے نوچ کھسوٹ کر پھینک دے۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ خودکشی کرے لیکن اگر کسی رنگ میں یہ انتہائی قدم بھی اٹھایا گیا۔ تو بھی اسے کچھ وقعت نہ دی جائے گی" (الفضل یکم اگست)

معلوم ہوتا ہے۔ ہماری اس رائے کا جہاں تک گاندھی جی سے تعلق ہے۔ وُہ اسے درست ثابت کرنے کی فکر میں ہیں۔ چنانچہ "ٹائمز آف انڈیا" کے حوالہ سے یہ حسب ذیل خبر ہندوستان کے طول و عرض میں پہنچ چکی ہے۔ کہ

"گاندھی جی کے آئندہ اقدام کے متعلق پونا سے تشویشناک اطلاعات موصُول ہو رہی ہیں۔ ایک افواہ یہ بھی ہے۔ کہ آپ غیر مشروط طور پر برت رکھ کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دینے کا ارادہ کر رہے ہیں"!

چونکہ اضطراری حرکات ظاہر کر رہی ہیں۔ کہ گاندھی جی مایُوسی کے اس مقام تک پہونچ چکے ہیں۔ جو زندگی اور موت میں حدِ فاصل ہے۔ اس لئے عجب نہیں۔ اگر مذکورۂ بالا خبر جسے افواہ قرار دیا گیا ہے کسی وقت واقعہ کی صُورت اختیار کر لے۔ اور گاندھی جی اپنی زندگی میں اہل ہند کے لئے وجہ ابتلاء اور باعثِ زیان بنے رہنے کے بعد مر کر بھی ان کے لئے شرمندگی اور ندامت کا سامان کر جائیں۔ ابھی وقت ہے۔ کہ ان پر واضح کر دیا جائے۔ اس قسم کا اقدام نہایت ہی قابلِ افسوس حرکت ہوگی۔ اور ہندوستان کی بہتری کا جس کے متعلق گاندھی جی کو بڑا دعوےٰ ہے۔ ایک ذرہ بھی اضافہ نہ ہوگا۔ بلکہ اُلٹا نقصان پہونچے گا۔ اس لئے نہیں۔ کہ گاندھی جی کے بغیر ہندوستان قائم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اس لئے کہ گاندھی جی خودکشی کر کے یہ خیال چھوڑ جائیں گے۔ کہ اہل ہند میدان عمل میں کھڑے رہنے کی ہمت اور حوصلہ نہیں رکھتے ؛۔

تازہ خبر تو یہ ہے۔ کہ گاندھی جی جس دن سے جیل میں گئے ہیں۔ زیادہ وقت سو کر گزار رہے ہیں۔ تا کہ ان کی طبیعت کو سکون اور آرام حاصل ہو ممکن ہے۔ یہ آرام ان کی دماغی حالت پر خوشگوار اثر ڈالے ؛۔

اسلام پر اعتراضات کے جواب

کیا اسلام فنونِ لطیفہ کا دشمن ہے؟

"آریہ گزٹ" کے ایک اعتراض کا جواب

"آریہ گزٹ" ۲۹ جولائی میں "مسلمان اور ڈرامہ" کے عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں غلط طور پر اسلام کی طرف یا تو بعض ایسے امور کو منسوب کیا گیا ہے۔ جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یا بعض محرمات کے متعلق اسلامی احکام کی حکمت کو نہ سمجھتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ ان کا ناجائز ٹھہرانا اسلام کی فنونِ لطیفہ سے دشمنی کا مترادف ہے۔

یہ مختصر نوٹ چونکہ ایسے اعتراضات پر حاوی ہے۔ جن کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ سے وضاحت کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ان بیان کردہ اعتراضات کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔

آریہ گزٹ کا نوٹ

"آریہ گزٹ" لکھتا ہے:۔

"اسلام شروع سے فنونِ لطیفہ کا دشمن رہا ہے۔ شاعری حرام اور شاعر کی جگہ جہنم۔ تصویر کشی حرام۔ بت تراشی حرام۔ سرود حرام۔ غرضیکہ تمام وہ چیزیں جو انسان کے احساسات لطیفہ کو بیدار کر کے ملاء اعلےٰ میں پہنچا دیتی۔ اور چند لحوں کے لئے اس دنیا کے جھنجٹوں سے آزاد کر دیتی ہیں۔ اسلام کے نزدیک حرام ہیں"۔

گویا "آریہ گزٹ" کے نزدیک اسلام نے شاعری کو حرام قرار دیتے ہوئے اور شاعر کی جگہ جہنم قرار دیتے ہوئے کسی مسلمان کو شعر کہنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر تصویر کشی۔ بت تراشی اور سرود کو حرام قرار دے کر احساسات لطیفہ کو بیدار ہونے اور ملاء اعلیٰ میں پہنچنے سے روک دیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ "آریہ گزٹ" کی محض خوش فہمی ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا۔

شاعر اور شاعری

پہلا امر جو اسلام کی فنون لطیفہ سے دشمنی کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اسلام کے نزدیک "شاعری حرام اور شاعر کی جگہ جہنم" ہے۔ یہ اعتراض جس قدر بے بنیاد اور اسلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے متعلق یہ ارشاد موجود ہے ماابالی ما اتیت ان انا شربت ترياقاً او تعلقت تميمة او قلت الشعر من قبل نفسي (مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی) یعنے اگر میں شعر کہہ لیا کروں۔ تو مجھے اس میں کوئی امر معیوب معلوم نہیں ہوتا۔ اور بعض اشعار آپ نے ارشاد بھی فرمائے۔ جب وہ وجود باجود جس کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے اسلام جیسی نعمت دنیا کو عطا کی۔ یہ فرماتا ہے۔ تو پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام میں شاعری حرام اور شاعر کی جگہ جہنم ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد سے تو یہ ثابت ہے۔ کہ شاعری نبوت کے بھی منافی نہیں۔ کجا یہ کہ اسے عام اسلامی شعار کے خلاف قرار دیا جائے۔

شعر سننا اور پڑھنا

پھر ایک صحابی عمرو بن شرید روایت کرتے ہیں۔ ایک دن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سوار ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تجھے امیہ بن صلت کے کچھ شعر یاد ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے فرمایا۔ سناؤ۔ اس پر میں نے ایک شعر سنایا۔ آپ نے فرمایا۔ اور پڑھو۔ پھر میں نے اور شعر سنائے۔ فرمایا اور سناؤ میں نے اور سنائے۔ یہاں تک کہ میں نے ایک سو شعر آپ کو سنا دیئے۔ (مسلم)

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ صرف دوسروں سے اشعار سنا کرتے۔ بلکہ بعض موقعوں پر خود بھی شعر پڑھ لیا کرتے تھے مثلاً غزوۂ خندق کے موقعہ پر جب آپ صحابہ سمیت مٹی کھود رہے تھے۔ تو یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے۔

واللّٰہ لولا انت ما اھتدینا ۔ ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا ۔ وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الاولی قد بغوا علینا ۔ اذا ارادوا فتنۃً ابینا

یعنے اے خدا اگر تیرا فضل شامل حال نہ ہوتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ نہ لوگوں کی خبر گیری کے لئے صدقہ و خیرات کرتے۔ اور نہ اپنے نفس کے تزکیہ کے لئے نماز پڑھتے۔ اے خدا ہم سب پر اپنی طرف سے سکینت اور اطمینان نازل فرما۔ اگر دشمنوں سے لڑائی ہو۔ تو ہمیں ثبات قدمی عنایت فرما۔ یہ دشمن ہی ہے جو ہم سے لڑ رہا ہے۔ اور جب وہ کسی فتنے کا ارادہ کرتا ہے۔ تو ہم اس سے بچتے ہیں۔ (مشکوٰۃ باب البیان والشعر)

رسولِ کریم کا شعر کہنا

علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعض شعر خود بھی ارشاد فرمائے۔ مثلاً ایک دفعہ جب آپ کی انگشتِ مبارک پر پتھر لگا۔ اور خون بہنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔

هل انت الا اصبع دميت ۔ وفي سبيل الله ما لقيت

یعنے اے انگلی تجھے کیا ہوا۔ تجھے تو جو کچھ تکلیف پہنچی وہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ہی پہنچی ہے۔

غزوۂ احزاب کے موقعہ پر آپ دشمن پر حملہ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے:۔

انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں جھوٹا نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

ایک دفعہ آپ نے فرمایا:۔

ان تغفر اللّٰھم تغفر جما ۔ وای عبد لک ما الما

یعنے اے خدا تو سب کو بخشدے۔ تیرا کونسا بندہ ایسا ہے جس سے کبھی کوئی خطا سرزد نہ ہوئی ہو۔

اشعار میں اصلاح

اشعار سننے پڑھنے اور کہنے کا ثبوت پیش کرنے کے بعد یہ بتا دینا بھی ضروری ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعض دفعہ شاعر کے کلام میں اصلاح بھی فرمائی۔ مثلاً ایک دفعہ جبکہ آپ کے سامنے قصیدہ بانت سعاد پڑھا گیا۔ تو اس میں ایک مصرع آپ کی مدح میں یوں تھا ؎

مھند من سیوف الھند مسلول

یعنے آپ ہندوستان کی صیقل شدہ اور کھچی ہوئی تلواروں میں سے ہیں

مگر آپ نے فرمایا۔ یوں کہو ؎

مھند من سیوف اللّٰہ مسلول

یعنے میں اللہ تعالےٰ کی چمکدار اور کھچی ہوئی تلوار ہوں۔

پس شعر کہنا۔ سننا۔ پڑھنا اور اشعار میں اصلاح فرمانا۔ یہ تمام باتیں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہیں۔ تو پھر یہ کہنا کس قدر جہالت کا اظہار کرنا ہے۔ کہ اسلام نے شاعری حرام قرار دی ہے۔

حسان بن ثابت کے لئے دعا

اگر شعر کہنے نادرست ہوتے یا اسلام کے نزدیک اشعار اپنے اندر کوئی جاذبیت کا سامان نہ رکھتے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ کیوں فرماتے۔ کہ ان من الشعر لحکمۃ یعنے بعض اشعار بڑی بڑی پُر حکمت باتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یا اگر شاعری ممنوع ہوتی۔ تو حسان شاعر کی قابل رشک اور لائق

صد فخر قدر و منزلت کیوں کی جاتی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے مسجد میں منبر رکھا۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کفار سے جھگڑتے۔ اور ان کی ہجو کا اشعار میں مدح کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی۔ اور فرمایا۔ یا الہٰی حسان کی روح القدس یعنے جبرائیل کے ساتھ تائید فرما۔ احادیث کی نہایت ہی معتبر کتب بخاری اور مسلم دونوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اجب عنی اللھم ایدہ بروح القدس یعنے اے حسان میری طرف سے کفار کو جواب دے۔ اے خدا اس کی روح القدس سے مدد فرما۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ ھاجھم وجبرائیل معک۔ یعنے اے حسان کفار کی بدگوئی کا جواب دے۔ جبرائیل تیرے ساتھ ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاعر اور شاعری کو اسلام نے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے

شاعری کا بُرا پہلو

مگر جیسا کہ عام طور پر ایک اچھی چیز کا بُرا پہلو بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح شاعری کا بھی بُرا پہلو ہے۔ اور وہ ایسے اشعار ہیں۔ جو اخلاق اور روحانیت کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتے ہوں۔ اسلام نے ایسے اشعار کو ناپسند کیا۔ اور ایسے شعراء کے اتباع کو گمراہ قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا۔ والشعراء یتبعھم الغاؤن مگر ساتھ ہی الا الذین امنوا کہہ کر پاکیزہ اشعار لکھنے والوں کا استثناء کر دیا۔

مسلمانوں کا علمی شغف

آریہ گزٹ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ علم عروض جسے آجکل شاعری کا ایک اہم ترین جزو قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی ایجاد کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے پھر مسلمانوں نے شاعری کو ترقی دینے اور عروج پر پہنچانے کے لئے بیش بہا علمی خدمات سرانجام دیں۔ اور یہ حالت پیدا کر دی۔ کہ ایک مشہور مورخ نے سپین کے مسلمانوں کے متعلق لکھا ہے۔

"مسلمانوں نے اس قدر اس علم کو بڑھایا تھا۔ کہ شاعری ہر شخص کی گویا زبان مادری ہو گئی تھی۔ اور ہر درجہ کے لوگ ایسے لطیف اور پاکیزہ اشعار لکھتے۔ اور ایسی فصیح و بلیغ تقریریں کرتے کہ ان میں ان من البیان لسحرا کی تصویر نظر آ جاتی"

(مسلمانوں کی ترقی اور ان کے تنزل کے اسباب مصنفہ نواب مولوی مہدی علی خان صاحب)

پس پہلی مثال جو اسلام کی فنون لطیفہ سے دشمنی کے ثبوت میں آریہ گزٹ نے پیش کی۔ وہ سرتاپا غلط ثابت ہو گئی۔

تصویر کشی کے متعلق اسلامی تعلیم

دوسرا امر یہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ اسلام نے تصویر کشی کو حرام قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ فن انسان کے احساسات لطیفہ کو بیدار کر کے ملار اعلےٰ میں پہنچا دیتا۔ اور چند لمحوں کے لئے اس دنیا کے جھنجٹوں سے آزاد کر دیتا ہے۔ اس جگہ بھی "آریہ گزٹ" کو وہی ٹھوکر لگی جو پہلے امر میں لگی۔ کیونکہ کلیۃً تصویر کشی اسلام نے ناجائز قرار نہیں دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر میں قرآن کریم میں آتا ہے۔ یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل (سبا ع۲) یعنے وہ جس قسم کی چاہتے لوگ انکے لئے اونچی اونچی عمارتیں اور تصویریں بناتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر رنگ کی تصویر کشی ممنوع نہیں۔ متعدد احادیث صحیحہ بھی اس کے جواز میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ ولا بأس بان یصلّی علی بساط فیہ تصاویر یعنے اگر تصویروں والے فرش پر نماز پڑھ لی جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایک تصویروں والے پردہ کے تکیے بنا لئے جن پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگاتے تھے۔ اسلامی عہد سلطنت میں جب عبدالملک نے اپنا سکہ بنوایا۔ تو اس پر ان کی تصویر تھی جس کی کمر میں تلوار لٹک رہی تھی۔ پس تصویر کشی اسلام میں منع نہیں۔ ہاں ایسی تصاویر کی ضرور ممانعت ہے۔ جو منبع شرک ہوں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ ما ھٰذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی تماثیل جن پر عکوف کیا جائے۔ ان کا بنانا اور گھروں میں رکھنا حرام ہے۔ لیکن اگر ایسی تماثیل نہ ہوں۔ تو جائز ہیں۔ گویا تصویر کشی کی حرمت ذاتی نہیں۔ بلکہ جن تصاویر کی پرستش کی جاتی ہو۔ ان کی ممانعت ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ وہ تصاویر یا بت جن کی پرستش کی جائے۔ وہ انسان کے احساسات لطیفہ کو بیدار نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو مردہ بنا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے ایسی تصاویر اور بتوں کو معیوب قرار دیا۔ اور ان کے بنانے کی ممانعت کی ہے۔

بت تراشی کی ممانعت کی وجہ

تیسرا امر اسی ذیل میں یہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ اسلام نے بت تراشی کو حرام قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی احساسات لطیفہ کو بیدار کرنے والی چیز ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ آریہ گزٹ کو یہ کس نے بتایا۔ کہ بت تراشی" انسان کے احساسات لطیفہ کو بیدار کر کے ملار اعلےٰ میں پہنچا دیتی — اور چند لمحوں کے لئے اس دنیا کے جھنجٹوں سے آزاد" کر دیتی ہے۔ بھلا کوئی بھی عقل سلیم یہ تسلیم کر سکتی ہے۔ کہ بت تراشی کا انسان کے لطیف احساسات سے کوئی تعلق ہے۔ اگر نہیں تو اس کی ممانعت سے اسلام قابل اعتراض کیوں ٹھہرا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ بت تراشی نہ فن لطیف ہے۔ اور نہ اس کا احساسات انسانی کو بیدار کرنے کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسا قبیح فعل ہے۔ جو انسان کو انسانیت کے درجہ سے گرا کر حیوانوں سے بھی بدتر بنا دینے کا موجب ہوتا ہے

یعنے بت تراشی کا نتیجہ بت پرستی ہوتی ہے۔

بت پرستی اور بانی آریہ سماج

بت پرستی وہ چیز ہے۔ جس کے متعلق آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند جی نے بھی لکھا ہے۔ کہ

"بے جان کا دھیان کرنے والے کی روح بھی کُند ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دھیان کی گئی چیز کی جڑپن کا خاصہ انتہہ کرن کے ذریعہ روح میں ضرور آتا ہے"

پھر لکھتے ہیں:۔

"پتھر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگوں کے لئے قطعی طور پر ممنوع ہے۔ اور جنہوں نے پتھر کے بت کی پرستش کی ہے کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ وے عیبوں سے نہ بچے نہ بچتے ہیں اور نہ بچیں گے"

یہی نہیں۔ بلکہ فرماتے ہیں۔

"بت پرستی وغیرہ بُرے کاموں ہی سے آریہ ورت میں نکمے پجاری بھیکاری سست۔ کم ہمت کروڑوں آدمی ہو گئے ہیں سارے جہاں میں جہالت انہوں نے ہی پھیلائی ہے۔ جھوٹ فریب بھی بہت پھیلا ہے" (ستیارتھ پرکاش باب گیارھواں ۳۵۵ و ۳۵۷)

گویا دیانند جی کے نزدیک بھی بت پرستی سے انسانی روح کند ہو جاتی۔ نکمے پجاری سست۔ بھکاری۔ اور کم ہمت آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ جہالت کا دور دورہ ہوتا۔ اور جھوٹ اور فریب پھیل جاتا ہے۔ جب بت پرستی ایسی نقصان رساں اور تباہ کن چیز ہے۔ تو غور فرمائیے۔ اسلام نے بت تراشی کی ممانعت کر کے دنیا پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں اور تو اور دیانند جی نے بھی باوجود اسلام سے سخت نفار اور تعصب رکھنے کے اس بارے میں اسی کی خوشہ چینی کی ؂

اسلام اور رقص و سرود

آخری امر جو آریہ گزٹ نے پیش کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اسلام نے رقص و سرود کی بھی اجازت نہیں دی۔ اور اس طرح فنون لطیفہ سے دشمنی ظاہر کی ہے۔ تعجب ہے۔ آریہ گزٹ جس کے نزدیک اسلام "رقص و سرود" کی اجازت نہ دینے کی وجہ سے قابل اعتراض ہے۔ جس کے خیال میں "سرود" فنون لطیفہ میں خاص درجہ رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ جو "سرود" کو انسان کے احساسات لطیفہ کو بیدار کر کے ملار اعلےٰ میں پہنچا دینے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ وہی دوسری طرف اس وجہ سے "خطرہ کی گھنٹی" ہاتھ میں لے کر بجاتا ہوا نظر آتا ہے۔ کہ ایک آریہ سماج کا مندر تعمیر ہونے والا ہے۔ جو کچھ عرصہ تک سینما والوں کو ٹھیکہ پر دیا جائے گا۔ اور اس میں کبھی کبھی رقص و سرود کی محفل بھی ہوگی"۔ چنانچہ اسی ۲۹ر جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"سنا ہے۔ کہ ایک آریہ سماج کا مندر تعمیر ہونے والا ہے"

مندر کی تعمیر پر جو روپیہ لگے گا۔ وہ قرض لیا گیا ہے۔ اور اس قرض کو ادا کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ بھی سن لیجئے۔ یہ ہال بیس سال کے لئے سینما والوں کو ٹھیکہ پر دیا گیا ہے۔ اس آمدنی سے قرض اتارا جائے گا۔ اور میعاد ختم ہو جانے کے بعد اسے مندر میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ ہم سینما کے خلاف نہیں۔ اس سے نہایت مفید کام لیا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسا نہیں کیا جا رہا۔ اس مجوزہ سینما ہال میں (جو دراصل آریہ سماج کا مندر ہے) کئی مخرب الاخلاق فلمیں بھی دکھائی جائیں گی۔ کبھی کبھی رقص و سرود کی محفل بھی ہوگی۔ اور جب سینما ہی ٹھہرا۔ تو کیا کیا نہ ہوگا۔ ہم اپنے لیڈروں اور آریہ سماج متعلقہ سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ہال کا بنوانا بند کر دیں۔ یہ کہیں لاکھ درجہ بہتر ہے۔ کہ سماج کے پاس مندر رہی نہ ہو۔ اس سے کہ مندر کے ذریعہ سے فحش کی تعلیم دی جائے“

(۲۹ جولائی)

اب سوال یہ ہے۔ کہ ”آریہ گزٹ“ جب سینما کے بھی خلاف نہیں۔ اور سرود کو بھی احساسات لطیفہ کو بیدار کر کے ملاء اعلےٰ میں پہنچا دینے والا سمجھتا ہے۔ تو پھر مندر میں رقص و سرود کی محفل قائم ہونے کی مخالفت کے کیا معنے۔ اسے تو چاہیئے۔ کہ تمام مندروں میں کبھی کبھی نہیں۔ بلکہ روزانہ محفل رقص و سرود منعقد کرنے کی تحریک کرے۔ تاکہ آریہ صاحبان کے احساسات لطیفہ بیدار ہو جائیں۔ اور وہ جلد سے جلد ملاء اعلےٰ میں پہنچ سکیں۔ دراصل اس قسم کے عجائبات کا نمونہ آریہ سماجی دماغ ہی پیش کر سکتا ہے۔ کہ ایک چیز کو ناجائز اور نقصان دہ سمجھتے ہوئے جب اسے معلوم ہو۔ کہ اسلام نے اس کی ممانعت کی ہے۔ تو اس کے فوائد بیان کرنا شروع کر دے ہے۔

گانے بجانے کے متعلق دیانند جی کا ارشاد

پھر رقص و سرود کو دیانند جی نے پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھا چنانچہ انہوں نے برہم چاری کے لئے جن افعال کو برا قرار دیا ہے۔ ان میں یہ تین بھی لکھے ہیں۔ یعنے ”ناچنا۔ گانا اور باجہ بجانا“

(ستیارتھ پرکاش باب ۳ صہ ۵۷)

اسی طرح ستیارتھ پرکاش باب ۶ صہ ۱۹۹ پر نفسانی لذتوں سے پیدا شدہ عیوب میں ”گانا بجانا۔ ناچنا یا ناچ کرانا۔ سننا اور دیکھنا“ بھی شامل کیا ہے۔ پس جب دیانند جی کے نزدیک بھی رقص و سرود بد افعال اور نفسانی لذتوں سے پیدا شدہ عیوب میں شامل ہے۔ تو ”آریہ گزٹ“ کا اسلام کو اس لئے فنون لطیفہ کا دشمن قرار دینا کہ اس میں رقص و سرود کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ نہ اسلام سے بلکہ اپنے رشی کی تعلیم سے بھی محض کورا ہونے کا ثبوت پیش کرنا ہے ؛

خوش الحانی

بے شک اسلام نے رقص و سرود کو ناجائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ اخلاق اور روح کے لئے سم قاتل ہے۔ مگر خوش الحانی سے ایسی چیزیں پڑھنا جو انسان کے جذبات اور احساسات میں صحیح طور پر ولولہ اور جوش پیدا کر دیں۔ ہرگز ناجائز نہیں۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقعہ پر شریفانہ رنگ میں گانا بجانا اسلامی تعلیم کے رو سے جائز ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے گئے۔ تو مدینہ کی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں نے یہ گاتے ہوئے آپ کا استقبال کیا

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

اسی طرح ایک دفعہ کچھ لڑکیوں نے آپ کے سامنے گایا اور ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ ہم میں وہ نبی ہے جو کل کی باتیں بھی جانتا ہے۔ آپ نے اس سے روک دیا۔ مگر باقی شعر آپ نے دلچسپی سے سنے ؛

غرض اسلام ان چیزوں سے نہیں روکتا۔ جو اچھی ہوں اور جن سے انسان کو روحانی اخلاقی اور جسمانی طور پر کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ ہاں جو چیزیں مضر ہوں۔ یا جن کا جو پہلو مضر ہے۔ ان سے روکتا ہے۔ اور یہی اسلام کی برتری اور اکملیت کا ثبوت ہے ؛

ختم نبوّت اور مولانا روم

علمائے امت اور اکابر ملت کے نزدیک خاتم النبیینؐ کا جو مفہوم رہا ہے۔ وہ مولانا روم کی شہرۂ آفاق مثنوی کے مندرجہ ذیل اشعار سے واضح ہے۔ مولانا موصوف کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی مثنوی کے متعلق مشہور ہے۔ کہ

مثنوی مولوی معنوی - ہست قرآں در زبان پہلوی

یعنے مولانا روم کی مثنوی فارسی زبان میں قرآن کا ترجمہ ہے آپ خود فرماتے ہیں۔ کہ آپ نے مثنوی میں قرآن کا ”مغز“ درج کیا ہے

من ز قرآں مغز را برداشتم - استخواں پیش سگاں انداختم

اس مغز قرآن میں زیر عنوان ”در صفت خلافت محمدیؐ“ آپ خاتم النبیینؐ کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود - مثل آں نہ بود و نخواہند بود
چونکہ در صنعت برد استاد دست - نہ تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست

یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے خاتم کہلاتے ہیں کہ ان جیسا نہ کوئی پہلے ہوا ہے۔ اور نہ آگے ہوگا۔ کیا جب کوئی کسی صفت میں بہت ماہر ہو۔ تو لوگ نہیں کہتے۔ کہ تم پر صنعت ختم ہے؟ یہی وہ مفہوم ہے۔ جسے ہماری زبان سے سنکر چودھویں صدی کے نام نہاد علماء نعل در آتش ہو جاتے ہیں۔ اور جو منہ میں آئے بے تحاشا کہہ دیتے ہیں۔ (خاکسار نواب الدین ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل۔ ملتان)

بیانِ ضیاء

ایک قابلِ قدر تصنیف

سفر جہاز میں جب چاروں طرف سوائے پانی کے ایک گول احاطہ کے اور اس پر نیلے آسمان کے سرپوش کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور مسافران جہاز کے معدود چہروں کے سوائے صبح شام اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ تو اکتانے والی طبائع اپنے اور اپنے ہمسفر لوگوں کے دل بہلانے کے واسطے کچھ تجاویز سوچتی۔ اور ان پر عمل کرتی رہتی ہیں جب عاجز امریکہ سے واپس طن آ رہا تھا۔ تو عدن اور بمبئی کے درمیانی سمندر میں ہمارے جہاز پر ایک شب ایسا جلسہ کیا گیا۔ کسی نے گیت گایا کسی نے کوئی کہانی سنائی۔ کوئی ایک نیا بھیس بنا کر سامنے آیا۔ مجھ سے بھی درخواست کی گئی۔ کہ میں دس منٹ لیکچر دوں۔ ایک لیکچر میں نے دیا۔ اس پر حاضرین سے بہت خوشنودی کا اظہار ہو کر پھر درخواست ہوئی کہ ایک اور لیکچر دوں۔ جب دوسرا لیکچر بھی دے کر میں سٹیج سے باہر آ گیا۔ تو ایک عرب تاجر جو عدن سے ہمارے جہاز پر درجہ اول میں سوار ہوئے تھے۔ مجھ سے لپٹ گئے۔ اور تعریف کرنے لگے۔ کہ آپ نے خوب تقریر کی۔ مجھے بہت ہی لطف حاصل ہوا۔ میں نے پوچھا تقریر تو انگریزی میں تھی۔ کیا آپ انگریزی جانتے ہیں۔ فرمانے لگے انگریزی تو میں نہیں جانتا۔ مگر آپ کی تقریر میں محمد اور احمد کے جو الفاظ تھے۔ ان سے میں سمجھ گیا۔ کہ آپ دین اسلام کی تائید میں بول رہے ہیں۔ ہم دونوں ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔ جو تختۂ جہاز پر بچھا ہوا تھا۔ اور چاند کی روشنی میں سمندر کی لہروں کا نظارہ کرتے ہوئے آپس میں باتیں کرنے لگے۔ گفتگو عربی میں تھی۔ عرب صاحب کے دریافت کرنے پر میں نے انہیں امریکہ میں تبلیغ اسلام کے حالات سنائے۔ جن سے وہ بہت خوش ہوئے۔ اور از راہ محبت کہنے لگے۔ جب آپ حج پر آئیں۔ تو میرے پاس ہی مقیم ہوں۔ میں آپ کے تمام اخراجات برداشت کروں گا۔ میں جدہ میں تاجر ہوں۔ میرا نام ابوبکر بن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (یاد نہیں رہا) ہے۔ میں نے کہا۔ جدہ میں تو ہمارے ایک دوست بھی ابوبکر نام ہیں۔ انہوں نے پوچھا۔ کون سے ابوبکر۔ میں نے کہا۔ ابوبکر بن یوسف بن جمال یہ نام سن کر عرب صاحب چونک پڑے۔ اور کہنے لگے ”واللہ ہو قادیانی“ میں نے جواب دیا۔ ”انا قادیانی کمان“ یعنے میں بھی قادیانی ہوں۔ یہ سنکر وہ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نہایت محبت

کے لہجہ میں کہنے لگے۔ "مایصیر یا شیخ۔ مایصیر" یعنی یہ ممکن نہیں۔ کہ آپ قادیانی ہوں۔ آپ تو بہت اچھے آدمی ہیں۔ بہت خدمت دین کی اور کر رہے ہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپ قادیانی ہوں۔

یہ واقعہ میں نے اس مثال میں بیان کیا ہے۔ کہ متعصب علماء نے بے حیائی، ضد اور کذب پرستی کے ساتھ احمدیوں کے خلاف ایسی جھوٹی کہانیاں بنا کر عام مخلوق میں شائع کی ہیں۔ اور اتنا پراپیگنڈا کیا ہے۔ کہ لفظ قادیانی عوام کے خیال میں اسلام کے دشمن اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخت معاند اور مخالف کے مترادف ہو گیا ہے۔ ہر شخص کو اتنی فرصت۔ ہمت اور لیاقت کہاں۔ کہ بجائے خود ایک آزادانہ تحقیقات کرے۔ اور سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرے۔ جو کچھ کسی مولوی سے سنا اسی کو حق یقین کر کے اس خیال پر پختہ ہو گئے۔ چونکہ حضرت ضیاء جن کی ایک تازہ تصنیف کا میں اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک نئے احمدی ہیں۔ اور اسلام کی محبت میں جوش عمل کی خواہش انہیں ہر مجلس کا مظاہرہ دکھا چکی ہے۔ اس واسطے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ عام مسلمان احمدیوں کی نسبت کن بدگمانیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ خوف انہیں دامنگیر ہو رہا ہے۔ کہ ان کے دوست آشنا اور شناسا جن کا حلقہ وسیع ہے ان کے احمدی ہو جانے کی خبر سن کر ان کی نسبت کیا کیا گمان کریں گے۔ ان کے دل کا یہ خوف ان کی احمدیت میں پہلی تصنیف بیان میں اول سے آخر تک نمایاں ہو رہا ہے۔

ضیاء صاحب نے اپنے بیان میں نہایت سادگی اور صفائی کے ساتھ تفصیلات میں پڑنے کے بغیر اصولی طور پر اس زمانہ میں سلسلہ احمدیہ کی ضرورت صداقت اور اس کی عملی خوبیوں کو ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ کہ اگر ان کے کثیر التعداد شناسا غور سے اس کتاب کو پڑھ لیں۔ تو میں یقین کرتا ہوں۔ کہ ضرور ان پر حق کھل جائے گا۔ اور وہ بھی اس صداقت کو قبول کر کے ضیاء صاحب کے رفیق صادق ہو جائیں۔ میرے خیال میں یہ کتاب ایسی عمدہ لکھی گئی ہے کہ ذی استطاعت اصحاب کو چاہئے کہ اس کے بہت سے نسخے بک ڈپو قادیان سے منگوا کر اپنے غیر احمدی دوستوں میں تقسیم کریں اور ان سے وعدہ لیں۔ کہ اس کتاب کو ضرور دو تین دفعہ مطالعہ کریں۔ ایک دفعہ کے مطالعہ سے انسان کسی کتاب کے مطالب پر پورے طور سے حاوی نہیں ہو سکتا۔ ضیاء صاحب اہل ہند کی نجات اصلاح نفس میں یقین کرنے کے بارے میں ایک بہت ہی صحیح نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ اور یہی نتیجہ اور مسلمانوں کی موجودہ عملی حالت انہیں احمدیت کی طرف راہنمائی کرنے کا موجب ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں جس قوت عمل کو حاصل کرنے کی مسلمانوں کو ضرورت ہے اس کی توفیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے وابستہ ہونے کے بغیر انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب منشاء الٰہی یہی ہوا۔ کہ اہل اسلام کو ایک نئی زندگی بخشنے کے واسطے ایک نیا روحانی سلسلہ قائم کیا جائے۔ تو اب خدا کے منشاء کے خلاف چل کر کوئی شخص کیونکر کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسی میں مسئلہ کفر و اسلام کا راز مضمر ہے۔ اسلامی قومیت کی ہمدردی کے لحاظ سے ہم کسی فرقہ اسلامی کے کسی فرد کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں قرار دیتے خواہ وہ فرقے آپس میں ایک دوسرے کو کیسا ہی کافر یقین کرتے ہوں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو ہدایت مجھے بلحاظ ناظر امور عامہ و ناظر امور خارجہ وقتاً فوقتاً ملتی رہتی ہیں ان سے یقین کرتا ہوں۔ کہ فی زمانہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں کے افراد کا مذہبًا و سیاستًا سچا خیر خواہ اور دلی محبت سے ان کے لئے عملی کام کرنے والا حضور جیسا دنیا بھر میں کوئی نہیں حضور کے دل میں ایک سچا جوش مسلمانوں کی بہتری کے واسطے ہے۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرتے ہیں خدا کے غضب سے ڈراتے ہوئے اس کفر کے ارتکاب سے پرہیز کرنے کے واسطے نصیحت کرنا بھی بجائے خود ایک بڑی خیر خواہی اور ہمدردی کا اظہار ہے۔

جہاد کے بارے میں ضیاء صاحب نے خوب لکھا ہے کہ احمدی جس جہاد کے قائل ہیں وہ اس پر عمل پیرا ہیں مگر غیر احمدی جس جہاد کے انکار کا الزام احمدیوں کو دیتے ہیں۔ وہ خود اس پر عمل پیرا نہیں۔

الغرض ضیاء صاحب کا بیان قابل قدر ہے۔

احباب خود پڑھیں۔ اور دوسروں کو پڑھائیں۔

(مفتی) محمد صادق عفی اللہ عنہ قادیان

تین مفید کتابیں

میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے حسب ذیل تین نہایت مفید کتابیں شائع کی ہیں۔ احباب منگا کر فائدہ اٹھائیں۔

(۱) مباحثہ بمبئی۔ جو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے بمبئی میں ختم نبوت پر کیا تھا۔ قیمت ۱۲ر (۲) مباحثہ سارچور۔ جو مولوی جلال الدین صاحب شمس نے حیات و ممات مسیح علیہ السلام پر کیا۔ قیمت ۳ر (۳) توحید باری تعالیٰ۔ مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے ۱۹۳۰ء کے سالانہ جلسہ پر جو تقریر کی تھی۔ وہ شائع کی گئی ہے قیمت [illegible]

مذاہب غیر

کائستھ دھرم کے حالات

ہندوؤں کے متعلق یہ حقیقت عام طور پر مسلم ہے۔ کہ اس کے اندر بے شمار فرقے ایسے ہیں۔ جو بلحاظ عقائد و اعمال اور رسوم و رواجات ایک دوسرے سے بعد المشرقین رکھتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک کائستھ قوم ہے۔ اس کے متعلق بعض ضروری معلومات ناظرین کے علم میں اضافہ کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

قابل اجتناب عیوب

ان کا اصل الاصول یہ ہے کہ اگر انسان چھ عیوب سے اپنے آپ کو بچا لے تو وہ کامل انسان ہو سکتا ہے۔ اول شہوت کا غلبہ۔ دوسرے غصہ کا غلبہ۔ تیسرے طمع۔ چوتھے غرور و تکبر۔ پانچویں بیخودی اور نادانی۔ چھٹے دنیا میں منہمک ہو جانا۔ ان کے شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ دنیا میں پانچ جرائم ایسے ہیں۔ جن کا ارتکاب انسان کو مہاپاپی بنا دیتا ہے۔ اول برہمن کو مارنا۔ دوسرے شراب پینا۔ اور گوشت کھانا تیسرے برہمن کا سونا چرانا چوتھے گرو کی استری سے بدکاری کرنا۔ اور پانچویں ان چار مہاپاپیوں کے پاس بیٹھنا۔

برہمنوں کی عزت اور اچھوتوں کی تذلیل

ہندوؤں کے دیگر فرقوں کی طرح برہمنوں کی ان کے ہاں بھی خاص عزت اور درجہ مقرر ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا سطور سے ظاہر ہے۔ اسی طرح نیچ اقوام کے بندگان خدا کو یہ لوگ بھی دیگر فرقوں کے ہندوؤں کی طرح ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے شاستروں میں جہاں شراب کی اس قدر مذمت ہے۔ کہ ایک دفعہ اسے منہ لگانے والا دھرم سے نکل جاتا ہے۔ وہاں اچھوت اور نیچ اقوام پر کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ لکھا ہے کہ اگر وہ شراب پئیں تو انہیں کوئی باز پرس نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح دیوتاؤں کے استھانوں پر جو جانور قربان کئے جاتے ہیں۔ ان کا گوشت کھانا وہ اپنے لئے تو جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن اچھوت جنہیں چنڈال اور شودر وغیرہ کہتے ہیں۔ بلا روک ٹوک کھا سکتے ہیں۔ اور ان کے لئے کوئی ممانعت نہیں۔

شراب سونگھنے کی سزا

ان کی کتاب مقدسہ میں لکھا ہے کہ جس شخص کے ناک میں شراب کی بو چلی جائے۔ اسے چاہئے کہ سمندر گامنی ندی

روز گنگا میں اشنان کرے۔ اور اگھ مرکنڈ منتر کا ایک سو آٹھ دفعہ جاپ کرے۔ تین دن تک صرف گائے کا گھی پیتا رہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہ کھائے پیئے۔ اور جو شخص جان بوجھ کر شراب کو سونگھ لے۔ اس کو مرنے کے بعد سو برس تک ایسی ندی میں رہنا پڑے گا جو غلیظ پیشاب سے پر ہوگی۔ اس شخص کو دیکھنے والا بھی ناپاک ہوتا ہے۔ اور وہ بھی جب تک تین بار پرانا یام نہ کرے۔ اور صرف گائے کے گھی پر ہی گزارا نہ کرے۔ شدھ نہیں ہو سکتا۔

شراب چھونے کی سزا

جو شخص شراب اپنے ہاتھ سے دوسرے کو دے۔ اس کی سزا یہ ہے۔ کہ وہ گنگا میں اشنان کرے۔ اور تین روز تک کسا کی جڑ پانی میں گھس کر پیئے۔ اس کے سوا نہ کچھ کھائے نہ پیئے۔ اور آٹھ ہزار گایتری منتر جاپ کرے۔

شراب پینے کی سزا

پھر لکھا ہے۔ کہ جو برہمن جان بوجھ کر شراب پیئے۔ اس کا یہ گناہ عمر بھر کسی طور پر دور نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کسی اور قوم سے تعلق رکھنے والا ایسا کرے۔ تو اس کی سزا یہ ہے۔ کہ گائے کا گھی۔ دودھ پیشاب اور گوبر ملا کر تانبے یا لوہے کے برتن میں ڈال کر تین روز تک پیتا رہے۔ اور اس کے سوا کوئی غذا نہ کھائے۔ اور تمام لباس اتار کر تین روز تک ایک اور سے رنگ کی دھوتی پہنے رہے ؛

غلطی سے شراب چکھنے کی سزا

جو شخص پانی کی بجائے غلطی سے شراب پی لے۔ اسے چاہیئے کہ پانچ روز تک تل کی کھلی اور چاول کی کنکی کھائے۔ نیز گائے کا گھی دودھ۔ پیشاب اور گوبر ملا کر پانچ روز تک پیتا رہے۔ ورنہ اس کا قصور معاف نہ ہو سکے گا۔ اگر کوئی شخص بھول کر شراب کو صرف زبان پر رکھے۔ اور بعد میں اسے معلوم ہو جائے کہ یہ شراب ہے۔ اور تھوک دے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ چھ روز تک کسل گھاس اور گولر کا گودا بیل پتر ڈھاک کے پتے اور کسل ملا کر پانی میں گھس کر پیتا رہے تب اس کے گناہ کے ازالہ کی صورت پیدا ہو سکتی ہے ؛

گوشت خوری کی سزائیں

اسی طرح گوشت خوری کے متعلق بھی ان کے ہاں سخت سزائیں لکھی ہیں۔ ان کے ایک شاستر سری مدبھاگوت کے پنجم اسکندھ کے ۲۶ ادھیائے میں لکھا ہے۔ کہ اگر تم نے بھیڑ بکری یا کسی اور جانور کو مار کر کھایا ہے۔ تو اس کے جسم پر جتنے بال ہیں۔ اتنے ہی ہزار برس تک وہ جانور تم کو روز روز کھایا کرے گا۔ اسے۔ اپنے کھانے والوں پر غضب عطا کیا جائے گا۔ کسی جانور کا کاٹنے والا نرک کو جاتا ہے اور مقتول جانور کے بالوں کی تعداد کے برابر سالوں تک۔ اسے نرک میں رہنا پڑے گا ؛

آٹھ گنہگار

جو شخص کسی جانور کو قتل کرتا ہے۔ وہ تو گنہگار اور قابل تعزیر ہے اس کے علاوہ اس کی مدد کرنے والا۔ اسے خریدنے والا۔ فروخت کرنے والا۔ گوشت کو صاف کرنے اور کاٹنے والا۔ اس کے لئے سامان فراہم کرنے والا گوشت کی تعریف کرنے والا سب کے سب اس دھرم کے رو سے سزا کے مستحق ہیں۔ ان کے ایک رشی بیدب بیاس جی کہتے ہیں۔ کہ جو کوئی کسی جانور کو مارتا ہے۔ وہ مرنے کے بعد خار دار درخت بنتا ہے۔

گوشت خوری سے اجتناب کا اجر

بشنت جی لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص اپنی زندگی میں گوشت سے شل دہر کے پرہیز کرے۔ اسے اندر لوک میں پہنچایا جاتا ہے۔ پارا سرجی کہتے ہیں۔ کہ سو دان کرنے کا جو ثواب ہے۔ وہ گوشت چھوڑ دینے سے حاصل ہوتا ہے۔ نیز ان کے شاستروں میں لکھا ہے۔ کہ گوشت کھانے سے سب دھرم ضائع ہو جاتا ہے۔ گوشت کھانے والا کبھی سورگ میں نہیں جا سکتا۔ اور اس کے کان حوران بہشتی کی سریلی آوازوں سے کبھی آشنا نہیں ہو سکتے۔ اور گوشت نہ کھانا اتنا بڑا درجہ رکھتا ہے۔ کہ زمین اور اس کے سمندروں کو سونے میں مڑھوا کر کسی اچھے عالی خاندان برہمن کو دان دینے کا جو ثواب ہے۔ وہی گوشت نہ کھانے والے کو ملتا ہے۔ سب ویدوں کا پڑھنا سب تیرتھوں کا اشنان کرنا۔ اور تمام مذہبی احکام کی بجا آوری کا درجہ گوشت چھوڑ دینے کے سولھویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ان کے ایک رشی کا قول ہے۔ کہ گوشت خوری کے عیوب اور نقائص کو اگر بیان کرنا شروع کیا جائے۔ تو وہ اتنے زیادہ ہیں۔ کہ سو برس میں بھی ختم نہیں ہو سکتے ؛

ایک عجیب قصہ

گوشت خوری سے انسان کو متنفر کرنے اور اس کے عیوب ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاں عجیب عجیب قصے مشہور ہیں۔ مثلاً ایک قصہ یہ ہے۔ کہ دیوتا برہسپت کا فرزند ارجمند کچ جی ودیا کے حصول کے لئے ایک مرتبہ شکر اچارج ایک فاضل کے پاس گیا۔ شکر اچارج کے شاگردوں نے سوچا۔ کہ دیوتا کا لڑکا ہے۔ اگر یہ علم پڑھ گیا۔ تو اس کے زور سے سب مردوں کو زندہ کر دیا کرے گا اور ہمیں کوئی بھی نہ پوچھے گا۔ اس لئے انہوں نے ایک دن شکر اچارج کی دعوت کی۔ اور لڑکے کو قتل کر کے اس کا گوشت پکایا۔ اور انہیں کھلایا۔ وہ چار روز تک جب کچ جی نظر نہ آیا۔ تو اچارج کو فکر دامنگیر ہوا اس نے شاگردوں سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ مگر انہوں نے ٹال مٹول کر دیا۔ آخر اچارج نے توجہ کے ذریعہ معلوم کر لیا۔ کہ کچ جی تیرے پیٹ میں ہے۔ پس انہوں نے اپنے علم کے زور سے اسے پیٹ میں ہی زندہ کر دیا۔ اور کہا کچھ فکر نہ کرو۔ یہیں رہ کر علم حاصل کر لو اور پھر فارغ ہو کر باہر آ جانا۔ ہاں جب میرا پیٹ پھاڑ کر تم باہر آؤ گے۔ تو میں مر جاؤں گا۔ لیکن پھر تم اپنی ودیا کے ذریعہ مجھے زندہ کر لینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ یہ قصہ گویا گوشت خوری کے نقصانات ظاہر کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر شکر اچارج گوشت کھانے کے عادی نہ ہوتے۔ تو اس قدر مہا پاپ یعنی دیوتاؤں کے پتر کا قتل نہ ہوتا ؛

شہر کٹک اور مضافات میں ہولناک طغیانی

حال میں علاقہ کٹک میں جو ہولناک طغیانی آئی ہے۔ اس کے متعلق اخبارات میں خبریں شائع ہوئی ہیں۔ ہمارے ایک معزز نامہ نگار مولوی محمد عبدالستار صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کٹک نے جو چشم دید حالات لکھ کر بھیجے ہیں۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

ماہ جولائی میں کٹک میں ہیضہ کا بہت زور رہا۔ لوگ کثرت سے مرتے رہے حملہ اس قدر سخت ہوتا۔ کہ صبح جو تندرست ہوتا دوپہر کو فوت ہو جاتا۔ ۲۸ اگست کو دن کے دس بجے موسلا دھار لگاتار بارش ہوئی۔ لوگوں کو امید ہوئی۔ کہ اب ہیضہ کم ہو جائے گا۔ ہیضہ تو کم ہو گیا۔ مگر ایک دوسری آفت آ پہنچی۔ اور وہ یہ کہ بارش لگاتار بیس گھنٹے ہوتی رہی۔ اور تیرہ انچ بارش برسی۔ اس سے تقریباً پانچ سو مکانات گر گئے۔ کیونکہ شہر میں پانی بکثرت جمع ہو گیا۔ بارش کی کثرت سے دریائے مہاندی و کاٹ جوڑی جو کٹک کے شمال و جنوب میں بہتے ہیں۔ اور شہر کی حفاظت کے لئے پتھر کے پشتے بنائے گئے ہیں۔ ان میں طغیانی آ گئی۔ پشتے بعض مقامات سے ٹوٹے بھی لیکن لوگوں نے جلد جلد مٹی ڈال کر پانی کو شہر میں آنے سے روکے رکھا۔ الغرض تین روز تک شہر کے باشندے نہایت مخدوش حالت میں رہے ہر لحظہ یہی خطرہ تھا۔ کہ پانی شہر میں داخل ہو جائیگا یہ تو شہر کی حالت تھی۔ مضافات کی حالت جو سننے میں آ رہی ہے وہ نہایت ہی افسوسناک اور دل ہلا دینے والی ہے۔ بہت سے گاؤں پانی میں ڈوب گئے ہیں۔ لوگ درختوں پر یا دوسری اونچی جگہ پر پناہ گزین ہیں۔ بعض ریلوے لائن پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بعض ایسی جگہ ہیں۔ کہ نہ وہاں کشتی جا سکتی ہے۔ نہ کوئی آدمی جا سکتا ہے کیونکہ درمیان میں پانی دریا کا بہت زوروں پر ہے۔ دریائے کاٹ جوڑی۔ دریائے کوا کھائی اور دریائے بازنگ یہ تینوں دریا ملکر ایک ہو گئے ہیں۔ ان کے درمیان جو بہت سے گاؤں تھے۔ وہ سب پانی میں ڈوب گئے ہیں۔ اسی طرح دریائے بیرو پا میں جو مہاندی کی ایک شاخ ہے۔ اس قدر سیلاب آیا کہ بہت سے گاؤں ڈوب گئے ہیں۔ جگت پور جو دھولر دریائے مہاندی کے سیلاب کے سبب زیر آب ہو گئے۔ اس سے قبل وہاں ہیضہ تھا۔ اب بھی ہیضہ زوروں پر ہے ؛

پوری ڈسٹرکٹ کی طرف بہت سے پشتے ٹوٹ گئے ہیں۔ اور اس طرف کے گاؤں کو جانے کا کوئی راستہ نہیں۔ ڈاک بھی اس طرف کی بند ہے بعض گاؤں میں پانی دس دس فٹ بہ رہا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالٰے رحم فرمائے ؛

وصیتیں

۳۹۵۳: منکہ اللہ رکھی زوجہ عطار محمد صاحب قوم ارائیں عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن ننگل باغبانان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۵/۳۲ - ۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے ترکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور ۱۲۰/- مہر ۳۲/- کل ۱۵۲/- روپیہ۔ العبد: اللہ رکھی موصیہ۔

گواہ شد: عطار محمد خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد: برکت علی احمدی از ننگل باغبانان ڈاک خانہ خاص قادیان

۳۹۵۸: منکہ الغنی بی بی زوجہ عبدالغنی قوم شیخ عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۳۱ دسمبر ۱۹۳۱ء سکنہ ساہنیاں حال قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۵/۳۲ - ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیورات قیمتی ۲۷۰/- مہر مبلغ ۳۲/- کل ۳۰۲/- روپیہ اس وقت میرے پاس ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور ۳۰/۱۱/۱ روپے داخل کرتی ہوں۔ اور میرے مرنیکے بعد کوئی اور جائداد جو اس وقت موجود ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: مسماۃ الغنی بی بی زوجہ عبدالغنی سکنہ ساہنیاں سیداں حال وارد قادیان محلہ دارالبرکات۔ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: عبدالغنی ولد شیخ گلاب الدین خاوند موصیہ سکن قادیان محلہ دارالبرکات بقلم خود۔ گواہ شد: شیخ محمد بخش احمدی دوکاندار سکنہ قادیان۔ بقلم خود۔

۳۹۲۲: منکہ بی بی شہا بنت سید عبدالباقی زوجہ ملک محمد الطاف خان قوم سید عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۵/۳۲ - ۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں اپنے خاوند محمد الطاف خان کے ہمراہ ہجرت کرکے قادیان میں رہتی ہوں۔ بال بچے دار عورت ہوں۔ شوہر مذکور کی طرف سے جو حق مہر ملا ہے۔ وہ اس وقت تخمیناً تین صد روپیہ کے زیورات ہیں۔ دیگر کوئی جائداد میری اس وقت نہیں ہے۔ میں ۳۰۰/- روپیہ میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے اقرار کرتی ہوں۔ کہ مبلغ ۲۰ روپیہ بوقت منظوری وصیت ہذا نقد باخذ رسید خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کردوں گی۔ اور باقی ماندہ دس روپے اپنی حین حیات میں داخل کرکے انشاء اللہ العزیز بیباقی حاصل کرلوں گی۔ علاوہ ازیں بوقت وفات اگر میری دیگر جائداد ثابت ہوئی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

العبد: مسماۃ بی بی شہا احمدی زوجہ محمد الطاف خان مہاجر گواہ شد: محمد الطاف خان افغان مہاجر خاوند موصیہ ولد خواص خان نمبردار بقلم خود۔ گواہ شد: رسالدار کرم داد خان انسپکٹر وصایا قادیان۔

۳۹۵۷: منکہ عبدالغنی ولد شیخ گلاب الدین قوم شیخ عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ماہ جون ۱۹۲۳ء ساکن ساہنیاں سیداں حال قادیان محلہ دارالبرکات ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۵/۳۲ - ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائداد ایک مکان پختہ واقعہ محلہ دارالبرکات قادیان قیمتی ایک ہزار اور ایک ٹکڑہ اراضی ۱۰ مرلہ واقعہ محلہ دارالبرکات قیمتی ۲۶۰/- روپیہ ہے۔ میرا گذارہ تنخواہ ٹیوار پر ہے۔ جو کہ مبلغ ۲۵/- روپیہ ماہوار ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ ماہوار تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ ہر ماہ ادا کرتا رہونگا سوائے اس کے میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد میری ثابت ہویا ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: عبدالغنی ولد گلاب دین قوم شیخ سکنہ ساہنیاں حال وارد قادیان محلہ دارالبرکات بقلم خود۔ گواہ شد: عطا محمد ولد حیدر سکنہ بٹالہ حال قادیان بقلم خود۔ گواہ شد: شیخ محمد بخش احمدی دوکاندار سکنہ قادیان بقلم خود۔

۳۹۲۸: منکہ قاری محمد امین ولد قاری غلام یٰسین قوم دت احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۴/۳۳ - ۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائداد کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۳۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے وقت جس قدر میرا ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: محمد امین کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز انگریزی قادیان۔ گواہ شد: محمد حمید الدین احمدی دارالبرکات قادیان ۴/۳۳ - ۱۷۔ گواہ شد: محمد اشرف افسر جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان ۴/۳۳ - ۱۷

۳۸۲۳: منکہ عبدالعظیم ولد رحمت اللہ قوم چھینبہ عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۱ء ساکن پنڈی بھٹیاں ڈاک خانہ خاص تحصیل حافظ آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۲ - ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ میری تنخواہ اس وقت مبلغ ۱۴ روپیہ ہے۔ جس پر میرا گذارہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنیکے وقت میری کوئی جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کوئی رقم بعد وصیت اپنی زندگی میں خزانہ انجمن مذکور میں دیدوں۔ تو اتنی رقم منہا کر دی جائیگی۔ العبد: بقلم خود عبدالعظیم احمدی ولد رحمت اللہ قوم چھینبہ ساکن پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد: غلام نبی احمدی منشی فاضل اور ینٹیل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ بقلم خود ۱۲/۳۲ - ۲۹۔ گواہ شد: محمد مراد احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ ۱۲/۳۲ - ۲۹

۳۶۷۳: منکہ سیدہ نصیرہ بیگم زوجہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے قوم سید عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲/۳۲ - ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں۔ ہاں منقولہ جائداد بصورت زیور قیمتی مبلغ آٹھ صد روپے نزد خود اور پانچ ہزار روپے مہر بذمہ میرے شوہر ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری اس جائداد کے نیز میری وفات کے وقت جو بھی منقولہ یا غیر منقولہ میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کے لینے کی صدر انجمن احمدیہ قادیان حق دار ہوگی۔

العبد: سیدہ نصیرہ عزیز دستخط بحروف اردو

گواہ شد: مرزا عزیز احمد بحروف انگریزی

گواہ شد: سید محمد اسحٰق مولوی فاضل قادیان بحروف اردو

۳۶۳۰: منکہ محمد رفیق ولد کرم الٰہی قوم لوہار عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کلاسوالہ ڈاک خانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۳/۳۲ - ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی سکنی پیمائشی ۲۵ × ۱۶ فٹ واقعہ موضع کلاسوالہ محلہ ذیلدار جس کی قیمت کا موجودہ اندازہ قیمتاً مبلغ دو صد روپیہ ہے۔ نیز میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت اوسطاً ۳۰/- روپیہ ماہوار ہے میں وصیت کرتا ہوں کہ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان مذکور کرتا رہونگا۔ میری موجودہ جائداد نیز میرے مرنے کے بعد میرے ترکہ کی ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک انجمن مذکور ہوگی۔ العبد: محمد رفیق ملازم آرسنل راولپنڈی

گواہ شد: محمد افضل امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

گواہ شد: ایم اے ایاز سیکرٹری انجمن احمدیہ راولپنڈی۔

۳۶۳۱: منکہ اقبال بیگم زوجہ محمد رفیق قوم نجار عمر تخمیناً بیس سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۵۹ ڈاک خانہ چک ۵۹۲ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۳/۳۲ - ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیورات نقرئی وزنی چھیاسٹھ تولہ و زیورات طلائی وزنی دس تولہ نیز حق مہر مبلغ ۲۰۰/- روپیہ میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ اس تمام جائداد کے ۱/۷ حصہ یعنی ساتویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ زیورات نقرئی طلائی کی قیمت بصورت نقدی داخل کرنے کی بجائے ۶۶ تولہ چاندی کا ساتواں حصہ یعنی ۳/۴ ۹ تولہ و دس تولہ سونا کا ساتواں حصہ یعنی ۳/۷ ۱ تولہ سونا داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ مذکور کرتی ہوں۔ حق مہر وصول ہونے پر اس کا بھی ساتواں حصہ داخل خزانہ کردونگی۔ نیز میرے مرنے پر اگر کوئی ترکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ساتویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ والسلام

العبد: اقبال بیگم مذکور۔ گواہ شد: محمد رفیق

[illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا الفضل ۱۲ر فروری ۱۹۳۳ء آپ کی نظر سے گذرا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صداقت اسلام کے مضمون میں طب کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے ہومیو پیتھک علاج کے فائدے بتائے۔ اگر آپ وہ مضمون پڑھیں۔ تو ہومیو پیتھک علاج کے شائق ہو جائیں۔ میں اپنے شوق اور یقین کی بنا پر عرض کرتا ہوں۔ کہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر بڑا احسان کیا۔ کہ **ہومیو پیتھک علاج** کو عوام کے دلوں میں جگہ دی۔ ان دوائیوں کی قلیل مقدار اور عظیم الشان اور دیر پا اثر کو رد جانیے والے ہی جان سکتے ہیں۔ اگر اس علاج کو روحانی علاج کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ کونسی بیماری ہے۔ جو اس علاج سے شفا پا نہیں سکتی۔ میں تو کہتا ہوں کہ **ہومیو پیتھک علاج** خطا نہیں کرتا بشرطیکہ حکم ربی ہو۔ ہر مرض کی دوا موجود ہے۔ پورا حال لکھ کر منگا لیجئے۔ کم خرچ ہیں۔ پتہ

ایم۔ ایچ احمدی ہومیو پیتھ چتوڑ گڈھ میواڑ

ضرورت نے مجبور کیا!

۱۔ دو کنال قطعہ زمین سٹیشن ریلوے سے مغرب جانب بالکل قریب جس کے ملحق بڑی سڑک شہر تک لانے کی تجویز ہے۔ ۷۵۰ روپے میں دی جا سکیگی یہ زمین بوجہ قرب منڈی و ریلوے سٹیشن بہت قیمتی ہو رہی ہے۔

۲۔ ایک دو کان نئے بازار میں بھائی محمود احمد صاحب و چوہدری حاکم الدین صاحب کی دو کان کے پاس اور پرانے اڈے پر ایک ۹ مرلہ کی زمین و مکان جس میں آج کل مشین و انجن نصب ہے۔ دونو اکٹھے چھ سو روپیہ میں رہن سکتے ہیں۔ چھ روپیہ ماہوار کرایہ آتا ہے۔ الگ الگ معاملہ نہ ہوگا۔

۳۔ ایک مکان پختہ و خام جس میں کنواں بھی ہے۔ اس شارع عام پر جو مہمان خانہ سے پرانے اڈے کو جاتا ہے۔ خانصاحب گلگتی کے مکان کے مقابل آٹھ سو روپے میں رہن پانچ روپے ماہوار کرایہ آتا ہے یہ مکان خریدا بھی جا سکتا ہے۔ جس کے لئے بوجہ محفوظ و باموقع نادر موقع ہے اہل حاجت بہت جلد خط و کتابت کر کے معاملہ طے کر لیں۔

ط۔ معرفت دفتر۔ **مینیجر الفضل قادیان**

سرمہ نور افزاء (رجسٹرڈ)

یہ بے نظیر سرمہ قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔ بینائی کو قائم اور آنکھوں کو مختلف عوارض سے محفوظ رکھنے میں سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ وغیرہ غرض کل امراض کا واحد علاج ہے۔ جو لوگ کثرت مطالعہ اور باریک بینی سے قوت بینائی کمزور کر بیٹھے ہوں۔ یا عینک کے عادی ہو کر قدرتی طاقت کو بیکار کر دیا ہو۔ انہیں اس سرمہ کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ یہ سرمہ جملہ شکایات چشم کو دور کر کے آئندہ آنے والے عوارض سے آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے جن کی نظر روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہو۔ وہ اس سرمہ کے استعمال سے زائل شدہ طاقت کو بحال کر لیں۔ اس بے نظیر سرمہ کے استعمال کے بعد آپ کو انشاء اللہ پھر کسی اور سرمہ کی تلاش نہ رہیگی قیمت فی تولہ دو روپیہ۔ پتہ: **عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان**

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ این ڈی ڈوسلی اینڈ کمپنی آف سین آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرورتمند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت برائے نام پانچروپیہ (صرف) احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی۔ قیمتی تصادیق موجود ہیں۔

المشتہر

ایم نواب الدین مینیجر محبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

تعطیل کلاں کے بعد ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء کو کھلیگا داخلہ ۲۰ ستمبر ۳۳ء سے یکم اکتوبر ۳۳ء تک ہوگا۔ سال اول میں داخلہ کی درخواستیں پرنسپل طبیہ کالج کے نام ۱۵ ستمبر تک پہنچنی چاہئیں اس کے بعد کوئی درخواست نہ لی جائے گی۔ داخلہ کے متعلق قواعد و ضوابط کی کتاب پرنسپل طبیہ کالج سے مفت مل سکتی ہے۔

پرنسپل

ضرورت رشتہ

ایک نہایت مخلص اور دیندار و درست عمر ۴۰-۴۵ سال کے لئے ایک متقی اور پرہیزگار رفیقہ حیات کی ضرورت ہے جو خواہ بیوہ ہی ہو صاحب موصوف کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اولاد کوئی نہیں۔ چار پانچ ہزار کی جائداد کے واحد مالک ہیں۔ نہایت نیک۔ تہجد گذار اور خوش شکل ہیں۔ قادیان میں بھی سکونت اختیار کرنے کی طیاری کر رہے ہیں۔ مزید حالات کے لئے مجھے مخاطب کیا جائے۔

(شیخ) محمد عبد اللہ انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چکوال

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرہ آفاق استاد مسٹر جی ایم مہتہ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس سی۔ ٹی۔ ایس۔ ڈی۔ (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم (پیرس)، پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا پراسپیکٹس و نمونہ سبق مفت

مینیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ۔ پنجاب

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

مینیجر

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

فرنٹیئر ایڈووکیٹ پشاور میں یہ اطلاع شائع ہوئی تھی - کہ سر عبد القیوم ڈپٹی سکرٹری شعبہ جات متعلقہ سے کسی نزاع کی بناء پر استعفیٰ دینے پر غور کر رہے ہیں - مگر تھیا گلی سے ۱۳ راگست کو اس خبر کی مستند طور پر تردید ہو گئی -

سرحد کے متعلق تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں - کہ ہمندوں اور حلیم زئیوں میں ۱۱ راگست کو لڑائی شروع ہو گئی جو رات کے دس بجے تک جاری رہی حلیم زئیوں کے بہت سے دیہات ہمندوں نے جلا دئے ہیں -

دیوان چمن لال نے مسٹر اینے قائم مقام صدر کانگرس کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے - جس میں لکھا ہے کہ ملک کی نازک سیاسی صورت حالات کی وجہ سے اب طریق کار بدل چکا ہے - جن حالات میں ۱۹۳۰ء میں تحریک سول نافرمانی کو تقویت پہنچی تھی - وہ اب مفقود ہیں - اس وقت لوگوں کی حالت کچھ بہتر تھی - لیکن اب حکومت کی سکھ بڑھی ہوئی ہے - اور اس کے برعکس عوام کی حالت اقتصادی بد حالی کی وجہ سے ناگفتہ بہ ہے - یہی وجہ ہے کہ اب پہلے طریق حصول مقصد پر عمل کرنا غیر ممکن ہے - اور نہ سول نافرمانی کی تحریک اب زندہ کی جا سکتی ہے - اب صرف ایک ہی طریق عمل باقی ہے - اور وہ یہ کہ آئینی مسائل کو آئینی طریقوں سے سلجھانے کی کوشش کی جائے - خاتمہ پر دیوان چمن لال نے درخواست کی ہے کہ ایک آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس منعقد کر کے تحریک سول نافرمانی کو کلیتہً ترک کرنے کا فیصلہ کیا جائے - اور اس کی جگہ ایک ایسا پروگرام اختیار کیا جائے جس سے سیاسی خیالات رکھنے والے ہندوستانیوں کی متحدہ آواز کونسلوں میں سنی اور محسوس کی جا سکے -

پبلک سروس کمیشن کے سکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ ۲۷ نومبر ۱۹۳۳ء کو ایک مقابلے کا امتحان منعقد ہوگا جس میں حکومت ہند اور اس سے ملحقہ دفاتر کے لئے ٹائپسٹوں اور دیتین گریڈ کلرکوں کا انتخاب عمل میں آئیگا - ان امیدواروں سے ایسی اسامیاں پر کی جائیں گی - جو یکم اپریل ۱۹۳۴ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۳۵ء تک خالی ہونگی - حکومت ہند نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ آرمی ہیڈ کوارٹرز میں آئندہ صرف انہیں لیڈی کلرکوں کو ملازمت کی اجازت دی جائیگی جو یا تو غیر شادی شدہ ہونگی یا بصورت دیگر بیوہ ہوں ابتدائی یا دوبارہ شادی پر انہیں مستعفی ہونے پر مجبور کیا جائیگا -

جزیرہ کیوبا میں پریزیڈنٹ جنرل میکاڈو کے خلاف افواج نے بغاوت کی تھی - اس کے نتیجہ میں کیوبا کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے افواج کو مطلع کیا ہے کہ جنرل میکاڈو نے [illegible] ہے - اور وہ رخصت پر چلے گئے ہیں - جس کے دوران میں مستعفی ہو جائیں گے - بیان کیا جاتا ہے کہ باغیوں نے دھمکی دی تھی کہ اگر پریزیڈنٹ مستعفی نہ ہوا تو اس کے محل پر ہوائی جہازوں سے بم باری کی جائیگی

سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ جدید اصلاحات کے ماتحت ریلوے کے انتظام کے لئے جس سکیم کا خاکہ تیار کیا گیا ہے - اس میں ریلوے کو ناجائز بیرونی مداخلت سے محفوظ رکھنے کے لئے فیڈرل مجلس قانون ساز کو ریلوے کی حکمت عملی کی تجدید و تشکیل کے لئے وسیع اختیارات دئے گئے ہیں - اس نئی سکیم کے مطابق ریلوے حکام کو مرکزی مجلس قانون ساز کے مشورہ کے ساتھ اپنی حکمت عملی اختیار کرنی پڑے گی -

سری نگر کی تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۲ء کے آغاز میں فسادات میرپور کے دوران میں جو مکانات برباد ہوئے تھے ان کی ازسرنو تعمیر کے سلسلہ میں بہت کچھ کام ہو چکا ہے - اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک ۱۰۵ مکانات تعمیر ہو چکے ہیں اور ۷۷ زیر تعمیر ہیں - توقع کی جاتی ہے کہ تعمیر کے باقی ماندہ کام پر گورنمنٹ کا ابھی تین لاکھ روپیہ خرچ آئے گا -

جرمن گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ آئندہ کوئی جرمن غیر جرمن جہازوں پر سفر نہ کیا کرے - اغلب خیال ہے کہ برٹش گورنمنٹ اینگلو جرمن تجارتی معاہدہ کے ماتحت اس حکم کے خلاف پروٹسٹ کرے گی -

ماؤنٹ ایورسٹ پر پیدل چڑھنے والی مہم کے لیڈر مسٹر رسٹلج نے ۱۲ راگست انگلینڈ جانے سے پیشتر بمبئی میں ایک انٹرویو کے دوران میں کہا کہ پہاڑ کا راستہ خطرناک اور مشکلات سے پر ہے - میری رائے ہے کہ جب تک موسم موافق نہ ہو اس پر چڑھنے میں کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی - آپ نے کہا - ہم نے چوٹی پر پہنچنے کے لئے دو دفعہ ارادہ کیا مگر نامساعد موسم کی وجہ سے واپسی پر مجبور ہوئے - حالانکہ چوٹی سے صرف ایک ہزار فٹ کے فاصلے پر تھے - انہوں نے کہا کہ ۱۹۳۶ء میں ایک اور مہم اس ارادہ کے ماتحت آئے گی -

مسٹر اینے قائم مقام صدر کانفرنس ۱۴ راگست کو اکولہ پہنچے - جہاں ایک جلوس کی صورت میں وہ بازار سے گذرے سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مسٹر اینے اور ان کے رفقاء کو منتشر ہونے کا حکم دیا - مگر انہوں نے انکار کر دیا - اس پر مسٹر اینے اور ان کے گیارہ رفقاء کو جن میں دو خواتین بھی شامل تھیں گرفتار کر لیا گیا -

ضلع ہزارہ میں گورنر باجلاس کونسل نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور پولیس افسروں کو بلا وارنٹ گرفتاری کے اختیارات عطا کر دئے ہیں - نیز اگر انہیں اس بات کا یقین ہو جائے - کہ کوئی شخص امن عامہ میں مخل ہو چکا ہے ہو رہا ہے یا ہونے کا ارادہ کر رہا ہے - تو اس کے خلاف افسران مذکور اپنی مرضی کے مطابق ضروری کارروائی کر سکیں گے

ٹریبیون کا شملوی نامہ نگار رقمطراز ہے - حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ اسمبلی میں ایک بل پیش کیا جائے - جس کے ذریعہ ہندوستان کے میغہ رائل انڈین میرین کو ہندوستانی بیڑے کی صورت میں تبدیل کر دیا جائے -

لکھنؤ یونیورسٹی کے ایک ایم - اے نوجوان نے ۱۴ راگست کو الہ آباد میں بے کاری سے تنگ آ کر خود کشی کرنے کے لئے افیون کھائی - لیکن ہسپتال میں جا کر جب اسے ہوش آگیا - اور پولیس نے اس کے بھائی کی ضمانت پر رہا کرنا چاہا - تو اس نے کہا اگر مجھے رہا کر دیا گیا - تو میں پھر خود کشی کی کوشش کرونگا -

کراچی سے ۱۴ راگست کی اطلاع ہے کہ انگلستان اور کراچی کے درمیان ٹیلی فون کا سلسلہ یکم ستمبر سے شروع ہوگا

چیٹگام کے اسلحہ خانہ پر حملہ کرنے کے ضمنی مقدمہ میں ۱۴ راگست کو دو ہندو نوجوانوں کو سزائے موت اور ایک ہندو لڑکی کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی گئی -

برلن سے ۱۳ راگست کی خبر ہے کہ ماہ فروری کے بعد بیکاروں کی تعداد میں ۲۵ - لاکھ کی کمی واقعہ ہو گئی ہے ::

مہاراجہ میسور جو بحالی صحت کے لئے یورپ گئے ہوئے تھے - ۱۳ راگست کو دی آنا میں انتقال کر گئے -

پلپلے آم کھانے کے متعلق دہلی کے محکمہ حفظان صحت کو معلوم ہوا ہے کہ اس سے نہ صرف بد ہضمی بلکہ ہیضے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے - اس لئے زیادہ نرم یعنی پلپلے آم کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے -

لارڈ ارون سابق وائسرائے ہند حال صدر تعلیمی بورڈ نے لنڈن کے ایک کالج کے جلسہ انعامات میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ساری عمر میں کوئی امتحان نہیں دیا - اور ماہرین تعلیم تسلیم کرتے ہیں کہ امتحان قابلیت پرکھنے کا ایک غیر تسلی بخش طریقہ ہے - اگر ان ماہرین کو جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں - امتحان میں بٹھا دیا جائے - تو بہت تھوڑے پاس ہوں -

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر غلام نبی